محمد وسیم اختر مفتی

مہاجرین حبشہ

(۲)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین
کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

مہاجرین حبشہ میں بیش تر کا ذکر ''السابقون الأولون'' کے عنوان کے تحت ہو چکا ہے۔ یہ سب اسلام کی طرف سبقت کرنے والے تھے اور انھوں نے دین حق پر ایمان لا کر بہت سختیاں جھیلیں۔ ہم نے 'السابقون الأولون' کا شمار کرنے میں ابن اسحٰق اور ابن ہشام کی مرتبہ فہرستوں کا تتبع کیا ہے، اس لیے کئی اصحاب کا ذکر رہ گیا جو ہجرت حبشہ میں تو شامل تھے، لیکن ان کے نام 'السابقون' کی فہرست میں جگہ نہ پا سکے۔ اب ہم ''مہاجرین حبشہ'' کے سرنامہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جاں نثاروں کا بیان کریں گے۔ ان میں سے کچھ کے حالات زندگی کی تفصیل مل جاتی ہے اور کچھ کی سوانح تاریخ کے اوراق میں گم ہو گئی ہیں۔

اسود بن نوفل رضی اللہ عنہ

نام و نسب

حضرت اسود بن نوفل کے دادا کا نام خویلد بن اسد تھا۔ قریش کے نام ور سردار قصی بن کلاب ان کی

پانچویں پشت پر تھے۔ قصی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی پانچویں جد تھے۔ حضرت اسود کی والدہ کا نام فریعہ تھا، عدی(ابن اثیر، علی: ابن عبدالبر)بن نوفل ان کے نانا اور عبد مناف پر نانا تھے۔ابن سعد نے ام لیث بنت ابولیث (مسافر بن ابوعمرو) کو حضرت اسود کی والدہ بتایا ہے۔ ام المومنین حضرت خدیجہ ان کی پھوپھی اور ورقہ بن نوفل چچا تھے۔ حضرت اسود اپنے پردادا اسد بن عبدالعزیٰ کی نسبت سے اسدی کہلاتے ہیں۔

دشمن دین والد کا انجام

حضرت اسود کا والد نوفل کینہ پرور مشرک اور مسلمانوں کا کٹر دشمن تھا۔بے دھڑک جنگجو ہونے کی وجہ سے اسے شیر قریش کہا جاتا تھا، جب کہ مسلمان شیطان قریش کے نام سے پکارتے تھے۔اسی نے حضرت ابوبکر اور حضرت طلحہ کو رسیوں سے باندھ کر مکہ کی پہاڑی پر ڈال دیا تھا۔جنگ بدر میں اسے قریش کی فوج میں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:اے اللہ،میری طرف سے نوفل کا مقابلہ کر لے۔اس دشمن دین کو حضرت علی نے جہنم واصل کیا۔انھوں نے تلوار کی نوک سے اس کی ڈھال اتار پھینکی،زرہ کے ٹکڑے کیے، پھر اس کی پنڈلی کاٹ ڈالی اور آخری وار میں اس کا کام تمام کر دیا۔جب وہ آپ کے پاس پہنچے تو آپ کو فرماتے سنا: کوئی نوفل کے بارے میں جانتا ہے؟حضرت علی نے بتایا:میں نے اسے جہنم رسید کر دیا ہے۔آپ نے 'اللہ اکبر' کا نعرہ بلند کرتے ہوئے فرمایا:سب تعریف اس اللہ کی ہے جس نے میری دعا قبول کی(کتاب الارشاد، محمد بن اسحٰق)۔

قبول اسلام

جس گھر میں اللہ کا نام لینا سخت ترین جرم تھا،اسی میں حضرت اسود نے توحید کی صدا بلند کی۔وہ اولین مسلمانوں میں شامل تھے،اگرچہ 'السابقون الأولون' میں شمار نہیں کیے جاتے۔

ہجرت

سبقت اسلام کے ساتھ حضرت اسود نے ہجرت حبشہ کا شرف بھی حاصل کیا۔انھوں نے ۵/ نبوی میں حضرت جعفر بن ابوطالب کی قیادت میں حبشہ کی طرف دوسری ہجرت میں حصہ لیا اور ۷ھ میں انھی کے ساتھ حبشہ سے مدینہ پہنچے۔عورتوں اور بچوں کو شامل کر کے کل چوبیس اصحاب نے دو کشتیوں میں واپسی کا سفر طے کیا۔

مدینہ کی زندگی

افسوس ہے کہ حضرت اسود بن نوفل کی حبشہ سے واپسی کے بعد کی مدنی زندگی کے بارے میں ہمیں کوئی معلومات نہیں ملتیں۔ آیا وہ خلفاے راشدین کے ادوار میں جیے اور فتوحات میں ان کی شمولیت رہی؟ ہم قطعی طور پر لاعلم ہیں۔

وفات

حضرت اسود بن نوفل کی وفات کب اور کہاں ہوئی؟ ہم بتانے سے قاصر ہیں۔ مزی کا کہنا ہے کہ وہ ان مہاجرین حبشہ میں شامل تھے جن کی وفات حبشہ ہی میں ہو گئی۔ وہ اس دعوے میں یکتا ہیں، اسے اس لیے نہیں مانا جا سکتا کہ ابن ہشام نے واضح طور پر لکھا ہے کہ حضرت اسود حضرت جعفر بن ابوطالب کی قیادت میں حبشہ سے کشتی پر سوار ہوئے اور بولا (الرایس) کے ساحل پر اترے۔ وہاں سے اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ پہنچے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اولاد

صحابہ کے سیرت نگاروں نے حضرت اسود بن نوفل کے کنبے کے بارے میں بس اتنی خبر ہی دی ہے کہ ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن ان کے پوتے تھے جنھیں ان کے والد نے وفات کے وقت مشہور تابعی اور فقیہ عروہ بن زبیر کے سپرد کر دیا تھا، اس لیے یتیم عروہ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ تمام علماے حدیث نے ان کو ثقہ مانا ہے۔ زہری اور ہشام بن عروہ نے ان سے سماع کیا۔ امام مالک نے بھی دیگر اساتذہ کے علاوہ حدیث ان سے سیکھی۔ انھوں نے ۱۳۱ھ میں وفات پائی۔

حضرت اسود بن نوفل کی اہلیہ اور باقی اولاد کے بارے میں بتانے کے بجاے ابن سعد اور ابن عبدالبر نے یہی لکھ دیا کہ ان کی نسل آگے نہ چلی۔

مطالعۂ مزید: الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال (مزی)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)۔

سیر و سوانح

محمد بن حاطب رضی اللہ عنہ

نسب

حضرت محمد بن حاطب کے والد حضرت حاطب بن حارث 'السابقون الأولون' میں سے تھے۔ زمانۂ جاہلیت کے ہیرو معمر بن حبیب ان کے پڑدادا تھے۔ اپنے آٹھویں جد جمح بن عمرو کی نسبت سے جمحی کہلاتے ہیں۔ بنو عامر کی حضرت ام جمیل فاطمہ بنت مجلل ان کی والدہ تھیں، انھیں بھی اسلام کی طرف سبقت کرنے کا شرف حاصل تھا۔ ابوالقاسم، ابوابراہیم یا ابووہب حضرت محمد بن حاطب کی کنیت تھی۔

ہجرت حبشہ

۵ر نبوی کے اواخر میں تراسی مردوں اور اٹھارہ عورتوں پر مشتمل اہل ایمان کا دوسرا قافلہ حبشہ روانہ ہوا۔ حضرت محمد بن حاطب کے والدین اس قافلے میں شامل تھے، البتہ ان کا اس قافلے میں شامل ہونا محل نظر ہے۔ ابن سعد، ابن اسحق اور ابن کثیر کے ترجموں سے متبادر ہوتا ہے کہ حضرت محمد اور ان کے بڑے بھائی حضرت حارث بن حاطب بھی مکہ سے حبشہ روانہ ہوئے، جب کہ خود حضرت محمد بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قریش کی اذیتیں سہنے والے صحابہ سے) ارشاد فرمایا: ''میں نے کھجوروں بھری ایک سرزمین (حبشہ یا مدینہ) دیکھ رکھی ہے، تم اس کی طرف ہجرت کر جاؤ۔'' چنانچہ (میرے والد) حاطب اور جعفر بن ابوطالب ایک کشتی میں سوار ہو کر نجاشی کی جانب نکل گئے۔ حضرت محمد کہتے ہیں: میں اسی کشتی میں پیدا ہوا (احمد، رقم ۱۸۲۷۸۔ التاریخ الکبیر، بخاری، رقم ۹۔ المعجم الکبیر، طبرانی ۵۴۱/۱۹)۔ ابن عبدالبر اور ابن اثیر کہتے ہیں کہ حضرت محمد سرزمین حبشہ میں پیدا ہوئے۔ ابن حجر کہتے ہیں: یہ مشہور ہونا کہ حضرت محمد بن حاطب حبشہ میں پیدا ہوئے، ایک طرح کا مجاز ہے، کیونکہ وہ وہاں پہنچنے سے پہلے پیدا ہو چکے تھے۔ ابن جوزی نے عازمین حبشہ کی فہرست میں حضرت محمد بن حاطب کا نام شامل کیا اور دوسرے مقام پر ان کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے وضاحت کی کہ وہ دوران سفر میں کشتی میں پیدا ہوئے، شاید دوسرے مؤرخین کا بھی یہی منشا ہو۔ ابن اثیر نے ایک شاذ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت حاطب حبشہ روانہ ہوئے تو کم سن محمد ان کے ساتھ تھے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حبشہ میں قیام

حضرت محمد بن حاطب نے اپنی والدہ کے علاوہ حضرت جعفر بن ابوطالب کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس کا دودھ بھی پی رکھا تھا، وہ اپنے بیٹے عبداللہ اور محمد کو ایک ساتھ دودھ پلاتی تھیں۔ دونوں کا بھائی چارہ آخری دم تک قائم رہا۔

والد کی وفات کے بعد وہ اپنی والدہ حضرت فاطمہ بنت مجلل کے ساتھ ۷ھ تک حبشہ میں قیام پذیر رہے۔

کنبے کی مدینہ واپسی

۶۲۶ء میں ہجرت مدینہ کو سات برس بیت گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو حبشہ بھیجا تاکہ وہ نجاشی کو اسلام کی دعوت دیں، حضرت ام حبیبہ (رملہ) بنت ابوسفیان سے آپ کا نکاح کروائیں اور سرزمین حبشہ میں رہ جانے والے مہاجرین کو واپس لے آئیں۔ چنانچہ حضرت عمرو بن امیہ مہاجرین کو دو کشتیوں میں سوار کر کے مدینہ لائے۔ حضرت محمد بن حاطب اپنی بیوہ ماں حضرت فاطمہ بنت مجلل اور بھائی حضرت حارث بن حاطب کے ہم راہ ان کشتیوں میں بحیرۂ احمر کے ساحل بولا (قدیم الجار، موجودہ الرایس) پر پہنچے۔ یہاں سے وہ باقی مہاجرین کے ساتھ اونٹوں پر سوار ہو کر مدینہ پہنچے۔

ایک حادثہ

مدینہ پہنچنے میں ایک یا دو دن کا فاصلہ رہتا تھا کہ حضرت فاطمہ بنت مجلل نے ہانڈی پکائی۔ جلانے کی لکڑی ختم ہو گئی تو وہ بالن ڈھونڈنے نکلیں۔ اس اثنا میں ہانڈی ان کے بیٹے حضرت محمد کے بازو پر گر گئی۔ مدینہ پہنچ کر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو اپنے بیٹے حضرت محمد کو ساتھ لے گئیں اور گزارش کی: یہ آپ کے بھائی حاطب کا بیٹا ہے، اسلام میں پہلا شخص جس کا نام آپ کے نام پر محمد رکھا گیا ہے۔ آگ سے جل گیا ہے، اللہ کے حضور اس کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ نے حضرت محمد کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا، ان کے منہ اور ہاتھ پر تھوک لگائی اور برکت کی یہ دعا فرمائی: 'اذهب البأس رب الناس، اشف أنت الشافي، لا شفاء إلا شفاؤك، شفاء لا يغادر سقمًا' (اے انسانوں کے رب، مصیبت زائل کر دے، شفا دے دے، تو ہی شفا بخشنے والا ہے، شفا وہی ہے جو تو دیتا ہے، ایسی شفا دے جو بیماری کا نشان نہ رہنے دے)۔ حضرت فاطمہ آپ کے پاس سے واپس ہوئی ہی تھیں کہ حضرت محمد کے بازو کا زخم مندمل ہو گیا (احمد، رقم ۱۵۴۵۳۔

مستدرک حاکم، رقم ۶۹۰۹۔ التاریخ الکبیر، بخاری، رقم ۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۴۰۴۱۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۲۰۳۵۴۔ صحیح ابن حبان، رقم ۲۹۷۷)۔ حضرت محمد کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں باندھتا، میں نہیں جانتا، آپ نے پھونک ماری یا تھوک لگائی۔ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ میرا کون سا ہاتھ جلا تھا۔

عہد نبوی

اپنی صغر سنی کی وجہ سے حضرت محمد عہد رسالت کے کسی معرکے میں شریک نہ ہوئے۔

ادوار خلافت راشدہ

پہلے تین خلفاے راشدین کے ادوار میں حضرت محمد بن حاطب کی کسی سرگرمی کا پتا نہیں چلتا، البتہ حضرت علی کے عہد خلافت میں انھوں نے تمام معرکوں —— جمل، صفین اور نہروان —— میں امیر المومنین کا ساتھ دیا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

جنگ جمل

جنگ جمل کے حالات بیان کرتے ہوئے حضرت محمد بن حاطب کہتے ہیں: ہم جنگ سے فارغ ہوئے تو حضرت علی، حضرت حسن، حضرت عمار، صعصعہ، اشتر اور محمد بن ابو بکر مقتولوں کو دیکھنے نکلے۔ حضرت حسن نے اوندھے منہ گرا ہوا ایک لاشہ دیکھا، اسے سیدھا کیا اور 'إنا لله وإنا إليه راجعون' کہہ کر فرمایا: یہ قریش کے سردار ہیں۔ حضرت علی نے پوچھا: کون؟ بتایا: محمد بن طلحہ۔ انھوں نے بھی 'إنا لله' پڑھی اور فرمایا: تو جانتا ہے، یہ ایک نیک نوجوان تھا، پھر غمگیں، افسردہ ہو گئے۔ حضرت حسن بولے: اباجان، میں نے آپ کو اس مہم جوئی سے روکا تھا، لیکن فلاں فلاں آپ کی راے پر غالب آ گئے۔ حضرت علی نے جواب دیا: بیٹے، یہ ہو گیا، میں تو خواہش کرتا ہوں کہ کاش، آج سے بیس سال پہلے دنیا سے رخصت ہو گیا ہوتا۔

وفات

حضرت محمد بن حاطب نے ۷۴ھ میں مکہ میں یا ۸۶ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ اس وقت بنو امیہ کا پانچواں خلیفہ عبد الملک بن مروان (زمانۂ خلافت: ۶۵ھ تا ۸۶ھ) حکمران تھا۔ اس دوران میں اس کا بھائی بشر بن مروان کوفہ کا گورنر (۷۱ھ-۷۴ھ) رہا۔

روایت حدیث

اصحاب رجال حضرت محمد بن حاطب کو کوفیوں میں شمار کرتے ہیں۔ حضرت محمد بن حاطب نے حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، اپنی والدہ حضرت فاطمہ بنت مجلل اور حضرت علی سے روایت کی۔ ان سے روایت کرنے والوں میں شامل ہیں: ان کے بیٹوں ابراہیم، عمر، حارث، ابوبلج، ابومالک اشجعی کے علاوہ سماک بن حرب، ابوعون ثقفی۔

حضرت محمد بن حاطب نے اپنے لڑکپن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رکھا تھا۔ ان کی یہ روایت مشہور ہوئی: آپ نے فرمایا: حرام اور حلال نکاح میں دف بجانے اور بہ آواز بلند اعلان کرنے کا فرق ہے (ترمذی، رقم ۱۰۸۸۔ نسائی، رقم ۳۳۷۱۔ ابن ماجہ، رقم ۱۸۹۶۔ احمد، رقم ۱۵۴۵۱)۔ یعنی نکاح چوری چھپے نہیں، علی الاعلان کیا جاتا ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

مطالعۂ مزید: معرفۃ الصحابۃ (ابونعیم اصفہانی)، انساب الاشراف (بلاذری)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)۔